۱ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

اِدارہ

پہلی بات : اسلامی تاریخ میں پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کے اصحابؓ کی زندگیوں کے حالات اور ان کے کارناموں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے اپنی گزشتہ اُردو درسی کتابوں میں خلفائے راشدین اور بعض اصحابؓ کے حالاتِ زندگی پڑھے ہیں۔ اسلام کے لیے ان کی قربانیوں کے واقعات سے بھی آپ واقف ہیں۔ اصحابِ کرامؓ کے انسانی، اخلاقی اور ایمانی جذبات اور ان کے الطاف وخلوص کی وجہ سے دس اصحابؓ کو حضورِ اکرمؐ نے ان کی مبارک زندگی ہی میں جنّتی ہونے کی خوش خبری سنا دی تھی۔ ذیل میں ایک ایسے ہی صحابی حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی زندگی کے سبق آموز حالات پیش کیے جا رہے ہیں کہ اسلام لانے سے پہلے اور اسلام لانے کے بعد ان کی زندگی میں کیا انقلابات آئے۔ انھوں نے مشکل حالات کا مقابلہ کیسے کیا اور اخوّت، محبّت اور عقیدت کی کیسی عمدہ مثالیں پیش کیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی زندگی کا شخصی مطالعہ سماج اور اس کے افراد سے خلوص و یگانگت کی مثال بھی ہے۔

سوانح نگاری : سوانح نگاری یا سوانح عمری ایک بیانیہ صنف ہے۔ زندگی کے واقعات کو تاریخ اور ترتیب کے ساتھ لکھنا سوانح نگاری ہے۔ سوانح نگاری میں جس شخص کی زندگی کے حالات لکھنا مقصود ہوں، اس کے مزاج اور اس کی نفسیات اور اصل فطرت کو بھی سوانح نگار سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ سوانح کا موضوع کسی ایسی شخصیت کو بنایا جاتا ہے جس نے ادبی، سیاسی یا سماجی سطح پر کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو لیکن سوانح نگار صرف شخصیت ہی کو موضوع نہیں بناتا بلکہ اس شخص کے عہد، تہذیبی و ثقافتی نیز سیاسی وسماجی صورتِ حال کا بھی تجزیہ کرتا ہے۔ اُردو کی اہم سوانح عمریوں میں 'یادگارِ غالبؔ' اور 'حیاتِ جاوید' (حالؔی)، 'الفاروق' اور 'سیرۃ النبیؐ' (شبلؔی)، 'سیرۃِ عائشہؓ' (سیّد سلیمان ندوی)، 'غالبؔ نامہ' (شیخ محمد اکرام) وغیرہ شامل ہیں۔

غلّے، کپڑے اور ضروریاتِ زندگی کے مال و اسباب سے لدے ہوئے سات سو اونٹوں کا قافلہ مدینے کی گلیوں سے گزر رہا تھا۔ خشک سالی نے عوام کو افلاس اور بدحالی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ان حالات میں بچے اس قافلے کو حسرت بھری نظروں سے اور مدینے کے بوڑھے اور نوجوان حیرت اور اُمید سے دیکھ رہے تھے کہ کاش اس میں ہمارا بھی کچھ حصّہ نکل آئے۔

قافلے کی آمد پر شور اتنا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ قافلے کو دیکھنے کے لیے لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔ اس شور کے متعلّق حضرتِ عائشہؓ نے کسی سے دریافت کیا تو آپؓ سے کہا گیا کہ مدینے میں آیا ہوا سات سو اونٹوں کا یہ قافلہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کا ہے اور اس قافلے کے اونٹ مال و اسباب سے لدے ہوئے ہیں۔ یہ خبر سنتے ہی آپؓ فرمانے لگیں، "اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا میں جو کچھ دیا ہے، اس میں برکت دے۔ یقیناً آخرت کا ثواب بڑا ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف سست روی سے جنت میں داخل ہو رہے ہیں۔"

حضرت عائشہؓ کی یہ بات اس شخص نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف تک پہنچا دی تو انھوں نے اونٹوں پر سے سارا مال اُتروایا اور مدینے کے لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ وہی عبدالرحمٰنؓ بن عوف ہیں جنھوں نے حضرت محمدؐ کے حکم پر مکے سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ تب وہ مفلس اور تنگ دست تھے۔ حضورؐ نے مدینے کے انصار اور مہاجرین کے درمیان رفاقت و اُخوّت کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سعدؓ بن ربیع انصاری، حضرت عبدالرحمٰنؓ کے بھائی بن گئے۔ مدینے میں اس وقت حضرت سعدؓ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ انھوں نے اپنے دینی بھائی کو اپنی آدھی جائداد دینی چاہی مگر انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا، "بھائی! مجھے صرف بازار کا راستہ بتا دو۔"

اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عبدالرحمٰنؓ کا نام عبدعمرو تھا مگر اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت محمدؐ نے ان کا نام بدل کر عبدالرحمٰنؓ رکھ دیا۔ وہ بنی زہرہ بن کِلاب کے خاندان میں ۵۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی سے نہایت وجیہہ، دراز قد، مضبوط جسم والے اور پھرتیلے تھے۔ وہ ان آٹھ صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے قبولِ اسلام میں پہل کی تھی۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی وہ شراب نوشی سے متنفر اور بت پرستی سے بیزار تھے۔ رسولِ اکرمؐ کی تعلیمات نے ان کے قلب و ذہن کو ایسی جلا بخشی کہ ابتدائی دور ہی میں انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کا اسلام قبول کرنا تھا کہ مشرکینِ مکہ کے ظلم و ستم کا وہ شکار ہوئے مگر صبر و تحمل کے ساتھ انھوں نے ساری تکلیفوں کو برداشت کیا، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہجرت کا حکم نافذ ہوا۔ چنانچہ دیگر مسلمان ساتھیوں کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر مشرکینِ مکہ کے قبولِ اسلام کی غلط خبر سن کر تمام مسلمان جب حبشہ سے مکہ لوٹ آئے تو ان پر دوبارہ ظلم و ستم ہونے لگا۔ تب حضورؐ کے حکم سے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مدینہ ہجرت کرلی۔ مدینہ پہنچ کر انھوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ شروع میں وہ بازار سے کچھ مال خریدتے اور اسے وہیں فروخت کردیتے اور منافع کے پیسوں میں سے کچھ پس انداز کرتے، کچھ اپنی ذات پر خرچ کرتے۔ رفتہ رفتہ ان کی تجارت بڑھتی گئی اور ان کا شمار مدینے کے بڑے تاجروں میں ہونے لگا۔ تجارت میں اپنی ترقی دیکھ کر حضرت عبدالرحمٰنؓ خود حیران رہتے۔ ان کی تجارت دنیا کے تمام عیوب سے پاک تھی۔ حرام مال کا ایک ذرّہ بھی اس مَلِک التُّجار کے مال میں نہیں پایا جاتا۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے پچاس ہزار دینار اللہ کی راہ میں تقسیم کرنے کی وصیت کی تو حضرت عثمانِ غنیؓ نے خود مخیّر و متموّل ہونے کے باوجود حضرت عبدالرحمٰنؓ کے مال میں سے اپنا حصّہ یہ کہتے ہوئے طلب کیا کہ "عبدالرحمٰنؓ کا مال حلال اور صاف ہے۔ اس کا ایک لقمہ بھی باعثِ برکت و عافیت ہے۔" دولت کی ایسی فراوانی اور صالح زندگی کے باوجود حضرت عبدالرحمٰنؓ پر ہمیشہ خدا کا خوف طاری رہتا اور ان کی زبان سے کبھی ایسے الفاظ بھی ادا ہوجاتے کہ "مجھے خدشہ ہے کہ کہیں ہماری نیکیوں کا بدلہ ہمیں دنیا ہی میں نہ دے دیا جائے۔"

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی وسیع پیمانے پر تجارت ہونے کے باوجود دولت کمانے میں ان کا انہماک کبھی دیکھا نہیں گیا۔ عرب کے بڑے تاجروں میں ان کا شمار ہونے کے بعد بھی انھوں نے کبھی اپنے آپ کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش نہ کی۔ بالعموم مال و متاع اور دولت و ثروت کے زعم میں آدمی خدا فراموش ہی نہیں، اپنوں سے بھی بیزار ہوجاتا ہے مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ کا یہ عالم تھا کہ تجارت سے جو کچھ حاصل ہوتا اسے غربا و مساکین اور اہل و عیال پر بے دریغ خرچ کردیتے تھے۔ اسی وجہ سے ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ سارے کے سارے اہلِ مدینہ ابنِ عوف کے مال میں شریک ہیں۔ دولت کمانے اور اسے سینت سینت کر رکھنے کے لیے انھوں نے کبھی تجارت نہیں کی۔ دین کے کاموں میں وہ بے انتہا خرچ کرتے۔ وہ اپنی تجارت کے نفع کا اندازہ خدا کی راہ میں خرچ ہونے والی دولت سے کرتے تھے۔ وہ قناعت پسندی اور استغنا کے لیے سارے مدینے میں مشہور تھے۔

یہ وہ خوبیاں تھیں جن کی وجہ سے وہ اصحابؓ میں نمایاں نظر آتے تھے۔ اس پر مستزاد ان کی سادہ اور بے ریا زندگی تھی جس میں افلاس سے امارت تک کے حالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ جب تنگ دست تھے اس وقت بھی سخاوت میں اپنی کشادہ قلبی کا ثبوت دیتے رہے اور جب امارت ہاتھ آئی تو عطا کی کشادگی میں بھی اضافہ ہوتا گیا۔

غزوۂ تبوک کے موقع پر جب جنگی ساز و سامان کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے دوسو اُوقیہ سونا اللہ کی راہ میں پیش کردیا۔ مدینے کے اس وقت کے حالات کے لحاظ سے یہ امداد بہت زیادہ تھی۔ اس کثیر رقم کو دیکھ کر حضورؐ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے پوچھا کہ اپنے خاندان کے لیے کیا چھوڑا تو انھوں نے جواب دیا، "جس رزقِ خیر اور اجر کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے وعدہ فرمایا ہے،

اتنا مال میں نے اپنے اہلِ خانہ کے لیے چھوڑا ہے۔" یہی وہ ایمانی جذبہ تھا جس کی بدولت حضرت عبدالرحمٰنؓ کو زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔ اسی بشارت کی بنا پر عشرۂ مبشرہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو دنیاوی جاہ و مال سے ذرا دلچسپی نہیں تھی۔ انتقال سے پہلے حضرت عمرؓ نے جن چھے صحابہؓ کو خلیفۂ اسلام کے انتخاب کے لیے نامزد کیا تھا، ان میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے وہ بذاتِ خود خلافت کے منصب سے یہ کہتے ہوئے دستبردار ہو گئے کہ "اللہ کی قسم! اگر میرے حلق پر چھری رکھ دی جائے تو یہ چیز مجھے خلافت سے زیادہ پسند ہے۔" بالآخر ان ہی کی ایما پر حضرت عثمانؓ بن عفان خلیفہ بنائے گئے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف تجارت کے ساتھ زراعت بھی کرتے تھے۔ فتح خیبر کے بعد اللہ کے رسولؐ نے وہاں کی ایک کشادہ اراضی ان کے نام کر دی تھی۔ انھوں نے اپنی ذاتی دولت سے بھی کئی کھیتیاں خرید لی تھیں۔ وہ کھیتوں کی فصل بھی تجارتی مال کی طرح غربا میں تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک موقع پر انھوں نے زمین کا ایک ٹکڑا چالیس ہزار دینار میں خریدا اور اسے بنی زہرہ کے غربا اور مساکین نیز اُمہات المومنین میں تقسیم کر دیا۔ آخر عمر میں حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنی کل جائداد فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کی وصیت کی تو غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والے سو صحابہؓ میں سے ہر ایک کے حصے میں چار سو دینار اور وراثت میں ان کی ہر بیوی کے حصے میں اسّی ہزار دینار آئے۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ تجارت اور زراعت ہی میں مصروف نہیں رہتے بلکہ غزوات میں بھی شریک ہوتے تھے۔ مگر جنگ و جدل سے زیادہ وہ امن و خیر خواہی کے راستے کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی حکمتِ عملی کی وجہ سے دومۃ الجندل کی جنگ کے موقع پر پورا علاقہ پُرامن طور پر فتح ہو گیا اور دشمنوں نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔ اس موقع پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰنؓ کو یہ نصیحت کی تھی کہ جنگ میں بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل مت کرنا اور جنگ سے قبل انھیں احسن طریقے سے سمجھانا۔ جنگِ اُحد میں دشمنوں سے لڑتے ہوئے ان کے استقلال میں ذرا سی بھی کمی نہیں ہوئی۔ کامرانی کے ساتھ واپس لوٹے تو ان کا جسم زخموں سے چھلنی تھا۔ ان زخموں کی وجہ سے ان کے ایک پیر میں لنگ آ گیا تھا۔ اسی جنگ میں ان کے چند دانت بھی ٹوٹ گئے تھے۔ اس طرح میدانِ کارزار ہو یا تجارت کا بازار، عبدالرحمٰنؓ بن عوف دونوں میدانوں میں مستعد رہے۔ انھوں نے اپنی بے لوث خدمات سے دین کو خوب نفع پہنچایا۔

پچھتّر برس کی عمر میں ۶۵۲ء میں حضرت عبدالرحمٰنؓ کا انتقال ہوا۔ جانکنی کی حالت میں ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ احباب کے پوچھنے پر کہنے لگے، "مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میری دولت کی وجہ سے میں اپنے دوستوں سے دور نہ کر دیا جاؤں۔" اسی حالت میں حضرت عائشہؓ کی جانب سے آپ کو یہ خوش خبری پہنچائی گئی کہ ان کی قبر حجرۂ عائشہؓ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں بنائی جائے۔ مگر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے حیا محسوس ہوتی ہے کہ اس بلند جوار میں مَیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں لیٹوں۔ ان کے جنازے کی نماز حضرت عثمان بن عفانؓ نے پڑھائی جس میں وقت کے جلیل القدر صحابہؓ موجود تھے۔

میں یہاں بھی ہوں...

- پانچویں جماعت : حضرت ابوبکر صدیقؓ
- چھٹی جماعت : حضرت عمرؓ بن خطاب
- ساتویں جماعت : حضرت عثمانؓ بن عفان
- آٹھویں جماعت : حضرت علیؓ بن ابی طالب

میں یہاں بھی ہوں...

- چھٹی جماعت : تاریخ اور شہریت : صفحہ ۲۴
  ۵ء۵ – مذہب اسلام

معانی و اشارات

خشک سالی	-	قحط
انصار	-	حضورؐ کی ہجرت کے موقع پر مہاجرین کی مدد کرنے والے مدینے کے مسلمان
مہاجرین	-	مہاجر کی جمع، ہجرت کرنے والے
متنفر	-	نفرت کرنے والا
پس انداز کرنا	-	بچت کرنا، بچانا
متموّل	-	دولت مند
بالعموم	-	عام طور پر
خدا فراموش	-	خدا کو بھول جانے والا
سینت سینت کر رکھنا	-	سنبھال کر رکھنا
استغنا	-	بے نیازی
مستزاد	-	زیادہ
کشادہ قلبی	-	دل کا بڑا ہونا
اوقیہ	-	تقریباً اٹھائیس گرام کا وزن
بشارت	-	خوش خبری
عشرۂ مبشرہ	-	وہ دس صحابہؓ جنھیں زندگی ہی میں جنت کی بشارت دی گئی تھی۔
دست بردار ہو جانا	-	الگ ہو جانا، ہاتھ اُٹھا لینا
ایما	-	مرضی
مساکین	-	مسکین کی جمع، غریب
اُمہات المومنین	-	مومنوں کی مائیں (حضورؐ کی بیویاں)
فی سبیل اللہ	-	اللہ کی راہ میں (اللہ کی خوشی کے لیے)
غزوات	-	غزوہ کی جمع، وہ جنگیں جن میں رسولِ اکرمؐ نے شرکت فرمائی تھی۔
استقلال	-	قائم رہنا، مضبوطی
لنگ	-	لنگڑا پن
کارزار	-	جنگ
جانکنی	-	جان نکلنے کی حالت
جوار	-	پڑوس
جلیل القدر	-	اعلیٰ درجے کا

مشق

* مصنف کے نام کے سامنے سوانح کا نام لکھیے۔

الطاف حسین حالؔی ....

شبلؔی نعمانی ....

شیخ محمد اکرام ....

سیّد سلیمان ندوی ....

* سبق کی روشنی میں خالی جگہ پُر کیجیے۔

۱۔ ....کی آمد پر شور اتنا تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ (کارواں ، قافلے ، قائد)

۲۔ حضورؐ نے مدینے کے انصار اور مہاجرین کے درمیان..................کا رشتہ قائم کیا۔ (رفاقت و اخوت ، دوستی و برادری ، بھائی بہن)

۳۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو دنیاوی جاہ و مال سے ذرا.........نہیں تھی۔ (رغبت ، دلچسپی ، محبت)

۴۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی نمازِ جنازہ............ نے پڑھائی۔ (حضرت عثمانؓ بن عفان ، حضرت علیؓ ، حضرت ابوبکرؓ)

* سبق کے حوالے سے درج ذیل کے لیے ایک لفظ لکھیے۔

۱۔ حضورؐ کی ہجرت کے وقت مسلمانوں کی مدد کرنے والے مدینہ کے مسلمان - ....

۲۔ حضورؐ کے حکم پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے مسلمان - ....

۳۔ حضورؐ کی بیویاں - ....

۴۔ وہ صحابہؓ جنھیں زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی گئی - ....

٭ **شبکی خاکہ مکمل کیجیے۔**

اسلام قبول کرنے سے پہلے کا نام	خاندان
....	....

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف

پہلی ہجرت	ان کا شمار
....	....

٭ **”حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف پر ہمیشہ خدا کا خوف طاری رہتا۔“ اس احساس کو ظاہر کرنے والا جملہ لکھیے۔**

٭ **”سارے اہلِ مدینہ ابن عوف کے مال میں شریک ہیں۔“ اس بیان کی سند پیش کرنے والے جملے لکھیے۔**

٭ **حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی چار خوبیاں لکھیے۔**

٭ **خط کشیدہ لفظوں کے ہم معنی لفظ لکھیے۔**

۱۔ دولت کمانے اور سینت سینت کر رکھنے کے لیے انھوں نے کبھی تجارت نہیں کی۔

۲۔ وہ قناعت پسندی اور استغنا کی وجہ سے سارے مدینے میں مشہور تھے۔

۳۔ سب سے پہلے وہ بذاتِ خود خلافت کے منصب سے دستبردار ہو گئے۔

۴۔ میدانِ کارزار ہو یا تجارت کا بازار، وہ دونوں میدان میں مستعد رہے۔

۵۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر آپؓ نے دو سو اوقیہ سونا پیش کیا۔

۶۔ قافلے کو دیکھنے کے لیے لوگ ایک دوسرے کو آوازیں دے رہے تھے۔

٭ **ہدایت کے مطابق عمل کیجیے۔**

۱۔ تجارت، زراعت، غزوات، دولت (جمع کا لفظ پہچانیے)

۲۔ سات سو اونٹوں کا قافلہ مدینے کی گلیوں سے گزر رہا تھا۔ (صفت عددی تلاش کر کے لکھیے)

۳۔ ”عبدالرحمٰن کا مال حلال اور صاف ہے۔“ (زمانہ لکھیے)

اضافی معلومات

غزوۂ تبوک

ملکِ عرب کے ایک شہر کا نام تبوک ہے۔ یہ روم کی سرحد سے لگا ہوا ہے۔ ۹ھ میں حضرت محمدؐ کو یہ خبر ملی کہ بادشاہِ روم ہرقل قیصر مدینے پر حملے کے لیے ایک لشکر تیار کر رہا ہے۔ اس لیے آپؐ نے بھی جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس وقت سارے حجاز میں قحط سالی پھیلی تھی۔ گرمی نہایت شدید تھی۔ تمام لوگ عسرت اور تنگی کی تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اس لیے اس جنگ کے لیے جانے والے لشکر کو 'جیش العُسرۃ' کہتے ہیں۔ البتہ موسم بہار کا تھا اور کھجوریں پک رہی تھیں۔ اس موقع پر مسلمانوں کے عزم کو ڈانوا ڈول کرنے کے لیے مُشرکوں نے مسلمانوں کو شدید گرمی سے ڈرایا تو کبھی کھجور کی فصل کے بہانے سے بہکایا مگر مسلمانوں کے پائے استقلال میں لرزش نہ ہوئی۔ اس جنگ کے موقع پر حضرت عمرؓ نے گھر کا آدھا مال جنگ کے لیے وقف کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اہلِ خانہ کے لیے گھر میں کچھ نہ چھوڑا۔ مسلمانوں کا لشکر جب تبوک پہنچا تو رومی فوجیں وہاں سے منتشر ہو گئیں اور بلا جنگ کے امن قائم ہو گیا۔ جو لوگ رومی حکومت کی جانب سے وہاں ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے آپؐ سے مصالحت کر لی۔

۱۔ تبوک کا محلِ وقوع بیان کیجیے۔

۲۔ روم کے بادشاہ کا نام لکھیے۔

۳۔ تبوک کے لشکر کو 'جیش العُسرۃ' کہا جاتا ہے۔ وجہ بیان کیجیے۔

۴۔ مسلمانوں کو جنگ سے روکنے کے لیے مُشرکوں نے جو تدبیریں کیں، انھیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔

انٹرنیٹ کی دنیا سے

www.rekhta.com

6GHW8H